

اسیران کربلا،

<?xml encoding="UTF-8?">



اسیران کربلا

اسیران کربلا، واقعہ کربلا میں عمر بن سعد کے ہاتھوں اسیر ہونے والے اسراء کو کہا جاتا ہے جن میں شیعوں کے چوتھے امام، امام سجادؑ، حضرت علیؑ کی بیٹی حضرت زینب اور اہل بیتؑ کے دوسرے مستورات اور بچے شامل ہیں۔ عمر سعد کے حکم پر 11 محرم کی رات اسیران کربلا کو کربلا میں ہی رکھا گیا اور گیارہ محرم کو ظہر کے بعد کوفہ میں ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے قافلہ اسراء کو ایک گروہ جس میں شمر و طارق بن محفز شامل تھے، کے ساتھ یزید کے پاس شام بھیجا۔

ابن زیاد نے اسیروں کو محملوں پر اور امام سجادؑ کو طوق و زنجیر میں جکڑ کر شام روانہ کیا۔ ایک نقل کے مطابق مختلف مقامات پر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے سامنے حضرت زینب اور امام سجادؑ کے دیئے جانے والے خطبے یزید اور بعض دوسرے لوگوں کی پشیمانی کا باعث بنے۔

کچھ مورخین کے مطابق کاروان اہل بیتؑ اربعین یعنی شہادت امام حسینؑ کے چالیسویں دن کربلا لوٹ آئے جبکہ شیخ مفید اور شیخ طوسی کے مطابق اہل بیتؑ آزادی کے بعد کربلا نہیں بلکہ مدینہ چلے گئے تھے۔

آغاز اسیری

واقعہ عاشورا کے بعد 11 محرم کو عمر سعد اپنے مقتولین کو دفنا کر اسراء آل محمد کے ساتھ کوفہ روانہ ہوا۔[1]

عمر سعد کی فوج نے اسراء آل محمد کو شہدا کے اجساد کے پاس سے گزارا۔ اس موقع پر اہل بیت کی مستورات گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے چہروں کو پیٹ رہی تھیں۔ چنانچہ قرۃ بن قیس سے منقول ہے کہ حضرت زینب جب اپنے بھائی کے نعش پر پہنچی تو انہوں نے شدت غم سے اس قدر گریہ کیا کہ دوست و دشمن سب ان کے ساتھ رونے لگے۔[2]

مروی ہے کہ حضرت زینب نے امام حسینؑ کے جسد اطہر کے پاس سے گزرتے ہوئے یہ جملات کہے:

یا محمداه، یا محمداه! صلی علیک ملائکۃ السماء، ہذا الحسین بالعراء، مرمّل بالدماء، مقطّع الأعضاء، یا محمداه! و بناتک سبایا، و ذریعتک مقتلہ، تسفی علیہا الصبا قال: فابکت واللہ کل عدو و صدیق[3]

ترجمہ: «یا محمد! وا محمد! آسمان کے فرشتے آپ پر درود و سلام بھیجتے ہیں، (لیکن) یہ حسینؑ دشت میں ہے جس کا بدن خون میں غلطاں اور اس کے اعضائے بدن جدا ہیں! اے محمد! آپ کی بیٹیاں اسیر ہیں اور ان کی مقتول ذریت کو ہوا چھو رہی ہے۔ راوی کہتا ہے: خدا کی قسم! یہ نالہ و شیون سن کر دوست و دشمن سب نے گریہ کیا۔

اسرا کی تعداد اور ان کے اسامی

اہل بیتؑ اور باقی بچ جانے والے اصحاب امام حسینؑ کے ناموں اور تعداد کے بارے میں مورخین کے اختلاف پایا جاتا ہے، مختلف مصادر میں مذکور اسما: امام سجادؑ، امام باقرؑ، امام حسین کے دو بیٹے: محمد و عمر، امام حسنؑ کا بیٹا محمد اور نواسہ زید،[4] اسی طرح حضرت علی کی بیٹیوں میں سے حضرت زینب، فاطمہ اور ام کلثوم۔[5] امام حسینؑ کی چار بیٹیاں: سکینہ، فاطمہ، رقیہ اور زینب کا بھی مصادر میں نام آیا ہے۔[6] اسی طرح رباب زوجہ امام حسینؑ[7] اور فاطمہ بنت امام حسن کربلا کے اسیروں میں موجود تھیں۔[8]

کوفہ اور شام کی طرف حرکت

دشمنوں نے اسیروں کو بے کجاوہ انٹوں پر سوار کیا۔[9] جب اسراء کوفہ میں داخل ہوئے تو لوگ ان کا تماشا دیکھنے جمع ہو گئے تھے حالانکہ کوفہ کی عورتیں ان پر گریہ کر رہی تھیں۔ خذلم بن ستیر نامی شخص کہتا ہے: اس وقت میں نے علی بن حسینؑ کو دیکھا جس کی گردن میں طوق اور ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے تھے۔[10]

قدیمی مصادر میں اسراء اہل بیتؑ کے کوفہ میں داخل ہونے کے بارے میں کوئی دقیق معلومات ذکر نہیں ہے۔ البتہ اس حوالے سے شیخ مفید کی بعض عبارات موجود ہیں جن کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسراء کربلا محرم کی بارہ تاریخ کو کوفے میں داخل ہوئے۔[11]

عمر سعد کے سپاہیوں نے کوفہ کے کوچوں سے گزار کر انہیں قصر عبیداللہ بن زیاد میں لائے۔ حضرت زینب اور عبیداللہ کے درمیان سخت گفتگو ہوئی اور عبیداللہ نے امام سجادؑ کے قتل کا حکم صادر کیا[12] لیکن حضرت زینب کے اعتراض کرنے اور عبید اللہ اور حضرت زینب کے درمیان تند و تیز لہجے میں گفتگو کے بعد عبید اللہ نے قتل سے صرف نظر کیا۔[13]

کوفہ سے شام کا راستہ

ابن زیاد نے کربلا کے اسیروں کو شمر اور طارق بن مُخَفَّر سمیت ایک گروہ کی معیت میں شام روانہ کیا۔ [14] بعض تاریخی روایات کے مطابق زحر بن قیس بھی ان کے ساتھ تھا۔ [15] کوفہ سے شام تک کے راستے کا دقیق علم نہیں ہے؛ بعض قائل ہیں کہ کوفہ سے شام کے راستے کے درمیان میں موجود امام حسین سے منسوب مقامات کے ذریعے قافلے کے راستے کو مشخص کیا جا سکتا ہے؛ ان میں سے مقام راس الحسین اور امام زین العابدین دمشق میں، [16] حِمص، [17] حماء، [18] بعلبک، [19] حَجَر [20] اور طُرح۔ [21] نیز ایسے مقامات بھی ہیں جو کافی مشہور ہیں؛ جیسے:

عراق کے شہر موصل میں مقام راس الحسین: ہروی کے مطابق یہ مقام ساتویں صدی ہجری تک موجود تھا۔ [22]

ترکی کے شہر نصیبین میں مسجد امام زین العابدینؑ اور مقام راس الحسین: اس وقت یہ شہر ترکی میں موجود ہے۔ [23] کہا گیا ہے کہ اس جگہ امام حسینؑ کے سر مبارک کے خون کا اثر یہاں موجود رہا۔ [24] ہروی نے اس مقام کو مشهد النقطہ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ [25]

سپاہیوں کا برتاؤ

ابن اعثم اور خوارزمی کے بقول عبیداللہ بن زیاد کے سپاہیوں نے اسیران کربلا کو کوفہ سے شام تک پوشش و پردے کے بغیر محملوں پر اس طرح شہر شہر لے کر گئے جس طرح ترک و دیلم کے کافر قیدیوں کو لے جاتے تھے۔ [26] شیخ مفید کی منقول روایت کے مطابق امام سجادؑ کو قید میں پابند غل و زنجیر دیکھا گیا۔ [27]

امام سجاد سے منسوب روایات میں ابن زیاد کا قیدیوں سے برتاؤ یوں منقول ہوا ہے: علی بن حسینؑ کو ایک لاغر و نحیف اونٹ پر اس حال میں سوار کیا گیا کہ امام حسینؑ کا سر نیزے پر، قیدی عورتیں ان کے پیچھے اور نیزے بردار ان کے اطراف میں موجود تھے۔ اگر امام کی آنکھ سے آنسو جاری جاری ہوتا تو وہ ان کے سر پر نیزے مارتے یہاں کہ اسی حالت میں وہ شام میں داخل ہوئے۔ [28]

قیدیوں کا شام میں داخل ہونا

تاریخی مصادر میں اسرا کے شام میں داخل ہونے، سپاہیوں کے برتاؤ، ان کے رہنے کی جگہ اور ان کے خطبات کے بارے میں بیان ہوا ہے۔ ان روایات کے مطابق یہ قافلہ شام میں اول صفر کو داخل ہوا۔ [29] انہیں اس روز دروازہ «توما» یا «ساعات» کے راستے شہر میں لایا گیا۔ سہل بن سعد کے مطابق یزید کے دستور پر شہر کی تزئین و آرائش کی گئی تھی۔ [30]

شہر میں داخل ہونے کے بعد اسیروں کو مسجد جامع کے دروازے کے پاس ایک چبوترے پر بٹھایا گیا۔ [31]
موجودہ زمانے میں مسجد اموی کا دروازہ اصلی مسجد کے محراب و منبر کے مقابلے میں ہے جہاں پتھر اور
لکڑی کے سیڑھیاں موجود ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے قیدیوں کو یہاں بٹھایا گیا۔ [32]

بعض مصادر میں شام میں داخلے کے موقع پر حضور اہل بیت امام حسینؑ کو دو دن تک [33] اور خرابہ شام
کے نام سے معروف ایسی عمارت میں رکھا گیا جس کی چھت نہیں تھی۔ [34] لیکن شیخ مفید قیدیوں کے آنے
کی جگہ قصر یزید کے پاس بیان کی ہے۔ [35] مشہور قول کے مطابق شام میں قیدیوں کے رہنے کی مدت تین دن
[36] لیکن ہفت روز [37] اور یک مہینہ بھی منقول ہوئی ہے۔ [38] شام میں قیدیوں کے آنے سے متعلق بعض
تاریخی روایات کا ذکر:

قصر یزید میں اسیروں کی آمد: شام میں آنے کے بعد زحر بن قیس نے واقعہ کربلا کی جنگ کی رپورٹ بیان
کی۔ [39] یزید نے سارا ماجرا سننے کے بعد حکم دیا کہ محل کو سجایا جائے، بزرگان شام کو بلایا جائے اور اسیروں
کو حاضر کیا جائے۔ [40] روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اسیروں کو رسیوں سے جکڑے ہوئی حالت میں پیش کیا
گیا۔ [41] اس دوران فاطمہ بنت امام حسینؑ نے کہا: اے یزید! کیا شائستہ ہے کہ بنات رسول اللہ اسیر ہوں؟ اس
وقت حاضرین اور یزید کے اہل خانہ سے گریہ کیا۔ [42]

یزید کا سر امام حسین کے ساتھ ناروا سلوک: یزید قیدیوں کی موجودگی میں سونے کے تھال میں رکھے ہوئے سر
امام حسینؑ [43] کو لکڑی کی چوب سے ما رہا تھا [44] جب سکینہ اور فاطمہ یہ منظر دیکھا تو انہوں نے اس طرح
فریاد کی کہ یزید اور معاویہ بن ابوسفیان کی بیٹیوں نے گریہ کرنا شروع کیا۔ [45] شیخ صدوق سے امام رضاؑ کی
مروی روایت کے مطابق یزید نے سر امام حسین کو طشت میں رکھا اور اسے کھانے کی میز پر رکھ دیا۔ پھر اپنے
اصحاب کے ساتھ کھانے میں مشغول ہو گیا اس کے بعد اسے شطرنج کی میز پر رکھ کر شطرنج کھیلنے مشغول
ہوا۔ کہتے ہیں جب وہ بازی جیت جاتا تو ایک جام فقاع (جو کی شراب) کا پیتا اور اس کا آخری بچا ہوا پانی
طشت کے پاس زمین پر گرا دیتا۔ [46]

حاضرین کا اعتراض: یزید کی اس رفتار پر حاضرین میں سے بعض نے اعتراض کیا، ان میں سے مروان بن حکم کا
بھائی یحییٰ بن حکم تھا جس کے اعتراض کے جواب میں یزید نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔ [47] ابوبزرہ اسلمی
نے بھی اعتراض کیا تو یزید کے حکم پر اسے دربار سے نکال دیا گیا۔ [48]

خطبات

قیدیوں کے کوفہ میں آنے کے بعد امام سجاد نے خطبہ دیا [49] اور حضرت زینب نے خطبہ دیا تاریخی مآخذ کے
مطابق اس خطبے میں امام حسین کی مدد نہ کرنے پر کوفیوں کی سرزنش کی۔ [50] لیکن تاریخ کے معاصرین

محققین میں سے سید جعفر شہیدی کوفی حکومت کی سختیوں، کوفیوں کے خوف اور ترس کی وجہ سے کوفہ میں ایسے خطبے کے دئے جانے کو مشکل سمجھتے ہیں۔ [51] نیز فاطمہ صغری بنت امام حسین [52] اور ام کلثوم کی طرف خطبوں کی نسبت دی گئی ہے۔ [53]

امام سجادؑ اور حضرت زینب (س)، نے شام میں بھی خطبات دیئے۔ حضرت امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت کے ساتھ ناروا سلوک پر یزید کی سرزنش اور انہیں مختلف شہروں میں در بدر پھرانے پر احتجاج، [54] اور فضائل اہل بیت پیامبرؐ و علیؑ ان خطبات کے مضامین تھے۔ [55] یہ خطبات شام میں حضرت امام سجاد اور حضرت زینب کے خطبات کے نام سے معروف ہیں۔ [56]

-- حوالہ جات

1. _ طبری، تاریخ الأمم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۵۵-۴۵۶
2. _ مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۱۴؛ طبری، تاریخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۵۶
3. _ ابو مخنف، وقعة الطف، ۱۴۱۷ق، ص ۲۵۹؛ طبری، تاریخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۵۶
4. _ قاضی نعمان، شرح الاخبار، موسسه نشر الاسلامی، ج ۳، ص ۱۹۸-۱۹۹؛ ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبیین، ۱۳۸۵ق، ص ۷۹؛ ابن سعد، ترجمة الحسين و مقتله، ۱۴۰۸ق، ص ۱۸۷
5. _ بیضون، موسوعة كربلاء، بیروت، ج ۱، ص ۵۲۸
6. _ ابن شداد، الاعلاق الخطیره، ۲۰۰۶م، ص ۲۸-۵۰
7. _ ری شہری، دانشنامه امام حسینؑ، ۱۳۸۸ش، ج ۱، ص ۲۸۳
8. _ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۱۴۱۵ق، ج ۷، ص ۲۶۱
9. _ ابن ابی الحدید، شرح نهج البلاغه، ج ۱۵ ص ۲۳۶
10. _ شیخ مفید، امالی، ص ۳۲۱
11. _ شیخ مفید، ارشاد، ج ۲ ص ۱۱۴
12. _ مفید، ارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۱۵-۱۱۶؛ طبری، تاریخ، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص ۴۵۷
13. _ ابن اعثم کوفی، الفتوح، ۱۴۱۱ق، ج ۵، ص ۱۲۳، خوارزمی، مقتل الحسين، ۱۳۶۷ق، ج ۲، ص ۴۳
14. _ بلاذری، انساب الاشراف، ۱۴۱۷ق، ج ۳، ص ۴۱۶
15. _ دینوری، اخبار الطوال، ۱۴۲۱ق، ص ۳۸۴-۳۸۵
16. _ ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ۱۴۲۱ق، ج ۲، ص ۳۰۲؛ نعیمی، الدارس فی تاریخ مدارس، ۱۳۶۷ق، فہرست جای ہا۔
17. _ ابن شہر آشوب، مناقب، ۱۳۷۹ق، ج ۲، ص ۸۲
18. _ ابن شہر آشوب، مناقب، ۱۳۷۹ق، ج ۲، ص ۸۲
19. _ مہاجر، کارون غم، ۱۳۹۰ش، ص ۳۶-۳۸

20. _ ابن شداد، الاعلاق الخطيره، ۲۰۰۶م، ص. ۱۷۸
21. _ مهاجر، کاروان غم، ۱۳۹۰ش، ص. ۳۰
22. _ مهاجر، کاروان غم، ۱۳۹۰ش، ص. ۲۹
23. _ مهاجر، کاروان غم، ۱۳۹۰ش، ص. ۳۰
24. _ بروی، الإشارات الى معرفة الزيارات، ۱۹۵۳م، ص. ۶۶
25. _ بروی، الإشارات الى معرفة الزيارات، ۱۹۵۳م، ص. ۶۶
26. _ ابن اعثم، كتاب الفتوح، ۱۴۱۱ق، ج ۵، ص ۱۲۷؛ خوارزمی، مقتل الحسين، ۱۳۶۷ق، ج ۲، ص ۵۵-۵۶
27. _ شيخ مفيد، امالي، ۱۴۰۳ق، ص. ۳۲۱
28. _ سيد بن طاووس، الاقبال، ۱۴۱۵ق، ج ۳، ص. ۸۹
29. _ ابو ريحان بيروني، آثار الباقية، ۱۳۸۶ش، ص. ۵۲۷
30. _ شيخ صدوق، امالي، ۱۴۱۷ق، مجلس ۳۱، ص. ۲۳۰
31. _ ابن اعثم، الفتوح، ۱۴۱۱ق، ج ۵، ص ۱۲۹-۱۳۰
32. _ [محل حضور اسرای کربلا در مسجد اموی](#)
33. _ صفار، بصائر الدرجات، ۱۴۰۴ق، ص. ۳۳۹
34. _ شيخ صدوق، امالي، ۱۴۱۷ق، مجلس ۳۱، ص ۲۳۱، ج ۴
35. _ شيخ مفيد، ارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص. ۱۲۲
36. _ طبري، تاريخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵ ص ۴۶۲؛ خوارزمی، مقتل، ۱۳۶۷ق، ج ۲، ص. ۷۴
37. _ طبري، كامل بهايي، ۱۳۳۲ق، ج ۲، ص. ۳۰۲
38. _ ابن طاووس، الاقبال، ۱۴۱۵ق، ج ۳، ص. ۱۰۱
39. _ طبري، تاريخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص. ۴۶۰
40. _ طبري، تاريخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص. ۴۶۱
41. _ ابن طاووس، الملهوف، ۱۴۱۷ق، ص. ۲۱۳
42. _ ابن نما، مثير الاحزان، ۱۴۰۶ق، ص ۹۹
43. _ خوارزمی، مقتل، ۱۳۶۷ق، ج ۲، ص. ۶۴
44. _ يعقوبي، تاريخ، دار صادر، ج ۲، ص ۶۴
45. _ ابن اثير، الكامل، ۱۴۰۵ق، ج ۲، ص. ۵۷۷
46. _ صدوق، عيون اخبار الرضا، ۱۴۰۴ق، ج ۱، ص ۲۵، ج ۵۰
47. _ طبري، تاريخ الامم و الملوك، ۱۳۸۷ق، ج ۵، ص. ۴۶۵
48. _ بلاذري، انساب الاشراف، ۱۴۱۷ق، ج ۳، ص. ۴۱۶
49. _ ابن نما، مثير الاحزان، ۱۴۰۶ق، ص ۸۹-۹۰
50. _ ابن طيفور، بلاغات النساء، ۱۳۷۸ش، ص. ۲۶
51. _ شهيدی، زندگانی علی ابن الحسين، ۱۳۸۵ش، ص. ۵۷
52. _ طبرسي، احتجاج، ۱۴۱۶ق، ج ۲، ص ۱۴۰-۱۰۸
53. _ ابن طاووس، الملهوف، ۱۴۱۷ق، ص. ۱۹۸

54. _ ابن طاووس، الملهوف، ۱۴۱۷ق، ص ۲۱۳-۲۱۸
55. _ ربانی گلپایگانی، «افشاگری امام سجاد در قیام کربلا (۲)»، ص ۱۱۹
56. _ ابن نما، مثير الاحزان، ۱۴۰۶ق، ص ۸۹-۹۰؛ ابن طيفور، بلاغات النساء، ۱۳۷۸ش، ص ۲۶